حضرت ہندؓ: مقام اور مرتبہ

صوفیہ فرناز
شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی

تلخیص

دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں صحابہ کرام کی خدمات خاص اہمیت کی حامل ہیں۔صحبت رسول ایک ایسا شرف ہے جس کے برابر کوئی اور شرف و بزرگی نہیں۔اس شرف میں صحابیات بھی شامل ہیں، حضرت ہندؓ کا شمار بھی ان صحابیات میں ہوتا ہے جو قبول اسلام کے بعد صرف احکام شریعت پر ہی عمل پیرا نہ رہیں بلکہ تبلیغ اسلام اور دفاع اسلام میں بھی پیش پیش رہیں۔لیکن تاریخ نگاروں نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور ان کا کردار غزوہ احد میں حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ ہونے والے سلوک تک محدود رکھا۔ضرورت اس بات کی تھی کہ مستند کتب تاریخ میں ان کے کردار و خدمات سے متعلق جو مواد بکھرا ہوا ہے اسے یکجا کر کے حضرت ہندؓ کے مقام اور مرتبے کو واضح کیا جائے جس کی وہ مستحق ہیں۔

کلیدی الفاظ: اسلام، تبلیغ، تاریخ، تاریخ نگار

Abstract

The role of Sahabae-Karam is of special importance in preaching and advancement of Islam. Companionship of Rasool Allah is a great honour is incomparable to any honour and prestige, and even Sahabiyat shared this honour. Hazrat Hind (R.A.) is one of them. After accepting Islam she not only followed shariyat very diligently but also participated in preaching and defending Islam. But the historians did not do justice with her as they restricted her role up to mal-treatment of the corpse of Hazrat Hamza (R.A.) during the Battle of Uhud. It is important that her deeds and service to Islam should be gathered from all authentic history books and she may be given the respect and regard she deserves.

Keywords: Islam, Preaching, Historians

دین اسلام کی تبلیغ وترویج میں صحابہ کرامؓ کی خدمات خاص اہمیت کی حامل ہیں۔صحابہ کرامؓ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے رفقاء اور ساتھی ہیں جو ایمان کے حالت میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے اور ایمان کی حالت میں وفات پائی، صحابیات کا شمار بھی اسی زمرے میں ہوتا ہے، علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحبت رسول ایک ایسا شرف ہے جس کے برابر کوئی شرف اور بزرگی نہیں۔شرفِ صحبت کے علاوہ استحکامِ دین، تبلیغِ دین اور خدمتِ شریعت

کے سلسلے میں اپنی جانفشانیوں کی بدولت مسلمانوں کی نظر میں صحابہ کرام کو خاص تقدس اور علم و مرتبت حاصل ہے۔ اس لیے بعض اہل علم کے نزدیک منقص صحابہ زندیق ہے اور بعض کے نزدیک قابل تعزیر جرم ہے۔[1] لہذا کسی مسلمان کو یہ زیبا نہیں کہ وہ صحابہ کرامؓ کے مقام و مرتبے اور تقدس کو اپنی پسند اور آراء کی روشنی میں دیکھے اور پرکھے اور اپنے تعصب کے تحت ان کے مرتبے کو گھٹائے۔ یہ اللہ کا اختیار ہے کہ وہ بعض صحابہ کو بعض صحابہ پر فوقیت وفضیلت عطا فرمائے اللہ نے قرآن میں اس کو واضح کر دیا ہے وہ فرماتا ہے:

> ''تم میں سے جو لوگ فتح کے بعد خرچ اور جہاد کرینگے وہ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح سے پہلے خرچ اور جہاد کیا۔ ان کا درجہ بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے اگرچہ اللہ نے دونوں ہی سے اچھے وعدے فرمائے ہیں۔''[2]

قرآن میں متعدد مقامات پر اللہ نے صحابہ کرام کے لیے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب استعمال کیا ہے۔ اسی طرح صحابیہ کرام کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعنہم استعمال کیا جاتا ہے۔ مومنین و مسلمین پر تمام صحابہ کا احترام لازم ہے۔

ہجرت مدینہ کے بعد تشکیل پانے والے اسلامی معاشرے میں صحابہ کرام اور امہات المومنین کے ساتھ ساتھ صحابیاتؓ بھی رسول اللہ کی بہترین معاون ثابت ہوئیں، انہوں نے تمام شعبہ حیات میں اپنی صلاحیتوں کو تسلیم کرایا ہے۔ ان کے کارناموں سے کتب تاریخ خالی نہیں ہیں لیکن ہماری تاریخ کا المیہ یہ ہے کہ اس کو غیر جانبداری کے ساتھ احاطہء تحریر میں نہیں لایا گیا نتیجتاً جانبداری اور تعصب کے باعث بعض صحابہ کرام کی سیرت کا جائزہ حقائق کی روشنی میں نہیں لیا گیا اور ان کے سنہری کارناموں کو تعصب کے پردے میں چھپا دیا گیا۔ ان میں صحابہ کی وہ اکثریت شامل ہے جنہوں نے مکہ کی فتح کے بعد قبول اسلام کا شرف حاصل کیا ان میں ایک صحابیہ حضرت ہندؓ بھی شامل ہیں۔ جن کو بحثیت صحابیہ اس مقام و مرتبہ پر فائز نہیں کیا گیا جس کی وہ مستحق ہیں۔ اس کی وجہ غزوۂ احد میں حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد آپؓ کی لاش کی بے حرمتی بیان کی جاتی ہے جو کہ حضرت ہندؓ نے روا رکھی تھی۔ اس ضمن میں یہ حقیقت بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ یہ وہ رویہ ہے جو قبل از اسلام عرب میں عام تھا۔ جنگوں میں مخالفین کی لاشوں کا مُثلہ کرنا بہادری کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ فاتح قبائل کی خواتین شکست خوردہ سپاہیوں کی ناک اور کانوں کے ہار پہن کر جب واپس جاتی تھیں تو اس کا مطلب لشکر کی فاتحانہ واپسی کا اعلان ہوتا اور یہ ایک اجتماعی عمل تھا۔ لہذا جب احد کے غزوہ میں اس عمل کو روا رکھا گیا تو اس موقع پر اللہ نے مسلمانوں کی اصلاح کے لیے اور دلاسے کے لیے سورۃ نحل کی آیات

(۱۲۶ اور ۱۲۷) نازل فرمائیں:

''اور اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے۔ اور صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خدا تعالیٰ ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو جائیے''

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے مشرکوں کو معاف کر دیا ساتھ ہی آپؐ نے لاشوں کو مُثلہ کرنے کی مسلمانوں کو ممانعت فرما دی۔[۳]

حضرت ہند، قریش کے معزز سردار عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ابن عبد مناف کی دختر، اور معزز و نامور سردار حضرت ابوسفیانؓ بن حرب کی زوجہ، اور جلیل القدر صحابی و خلیفہ حضرت معاویہؓ کی والدہ تھیں۔[۴] صاحبِ تصنیف اسد الغابہ، حضرت ہند کے بارے میں لکھتے ہیں یہ ایسی خاتون تھیں جو جری، مغرور، ذی رائے اور عقل مند تھیں[۵] جبکہ ابن کثیر کے مطابق ہندؓ قریش کی سردار خواتین میں سے تھیں صاحب الرائے، زیرک، ہوشمند اور بڑی عقل والی خاتون تھیں اپنی قوم میں اپنی صنف کے لیے رئیس سمجھی جاتی تھیں۔[۶] قبول اسلام سے قبل حضرت ہندؓ دیگر مشرکین کی طرح اسلام اور پیغمبر اسلام سے سخت عداوت رکھتی تھیں۔ اس عداوت میں غزوہ بدر میں ناکامی کے بعد مزید اضافہ ہو گیا تھا کیونکہ اس غزوہ میں کفار مکہ کے نامور سردار ہلاک ہو گئے تھے۔[۷] اس روز حضرت حمزہؓ کی تلوار سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ کا بیٹا ولید بن عتبہ قتل ہوئے یہ سب بنی امیہ بن عبدالشّمس بن عبد مناف سے تعلق رکھتے تھے[۸] اور حضرت ہندؓ کے والد، بھائی اور چچا تھے۔ اسی لیے حضرت ہندؓ دیگر مسلمانوں کے مقابلے میں حضرت حمزہؓ کے خلاف زیادہ غصہ اور نفرت رکھتی تھیں[۹] جس کا اظہار غزوہ احد میں ہوا۔ مسلمانوں کے خلاف جوش، عداوت میں تمام مشرکین مکہ کا حال یکساں تھا اور وہ اپنے مقتولین کے خون کا بدلہ لینے کے شدت کے ساتھ خواہش مند تھے۔ لہذا جب مشرکین کو بدر کی جنگ میں ہزیمت فاش نصیب ہوئی اور سردارانِ قریش مقتول ہوئے تو باقی مفرورین مثلاً عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ نے جن کے اقربا اس جنگ میں قتل ہوئے تھے، صلاح کی اور سردار مکہ حضرت ابوسفیان بن حرب سے کہا کہ جس قدر مال تجارت تم اپنے قافلے کے ساتھ لائے ہو ہم چاہتے ہیں کہ تم اس کو محمدؐ کی جنگ میں صرف کرو تا کہ اس دفعہ ہم بڑے پیمانے پر جنگ کا سامان کر کے محمدؐ سے اپنا بدلہ لے لیں اور غم زدہ دلوں کو راحت پہنچائیں۔[۱۰]

حضرت ابوسفیانؓ نے اس تجویز سے اتفاق کیا چنانچہ تجارتی مال سے نفع الگ کر کے جو اصل تھا وہ مالکوں کو دے دیا گیا اور منافع جو پچاس ہزار دینار پر مشتمل تھا جنگی تیاری کے لیے مخصوص کر لیا۔[۱۱] غرض قریش نہایت سرگرمی کے ساتھ جنگ کی تیاری کر رہے تھے ان کے جذبے اور جنون کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لیے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں، سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے مگر پھر وہ مال ان کے حق میں باعث حسرت ہو جائیں گے پھر آخر مغلوب ہو جائیں گے۔''[۱۲]

مختصر یہ کہ قریش اپنا سب ساز و سامان درست کر کے اور تمام قبائل کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے اور باہم عہد کر لیا کہ اس دفعہ مقابلے سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹیں گے۔[۱۳] لڑائیوں میں ثابت قدمی اور جوش کا بڑا ذریعہ خاتونانِ حرم تھیں جس لڑائی میں خواتین ساتھ ہوتی تھیں عرب جانوں پر کھیل جاتے تھے کہ شکست ہو گی تو عورتیں بے حرمت ہونگی، بہت سی عورتیں ایسی تھیں جن کی اولاد جنگ بدر میں قتل ہو چکی تھی اس لیے وہ خود جوشِ انتقام سے لبریز تھیں انہوں نے منتیں مانی تھیں کہ اولاد کے قاتلوں کا خون پی کر دم لیں گی۔[۱۴] گویا جوشِ انتقام میں تنہا حضرت ہند ہی مبتلا نہ تھیں بلکہ تمام مقتولین بدر کے متعلقین کے ایسے ہی جذبات تھے۔ غرض جب فوجیں تیار ہوئیں تو بڑے بڑے معزز گھرانوں کی خواتین بھی فوج میں شامل ہوئیں۔ ان خواتین میں ہند بنت عتبہ، اِم حکیم زوجہ عکرمہ بن ابوجہل، فاطمہ بنت ولید (حضرت خالد بن ولید کی بہن) برزۃ بنت مسعود ثقفی (رئیس طائف)، ربطۃ زوجہ حضرت عمرو بن العاصؓ، خناس (حضرت مصعب بن عمیر کی والدہ)[۱۵] یہ سب خواتین جنگ بدر کے قریشی مقتولین پر روتی پیٹتی اور ان کا نوحہ و ماتم کرتی چل رہی تھیں۔ اس طرح یہ اپنے مردوں کو جنگ پر اکسا رہی تھیں، ان میں جوش و جذبہ پیدا کر رہی تھیں اور انہیں شکست کھانے یا میدانِ جنگ سے بھاگنے پر غیرت دلاتی چل رہی تھیں۔ علامہ سبط ابن جوزی نے لکھا ہے کہ مشرکوں کے ساتھ طوائفیں اور ناچنے گانے والیاں دف اور باجے گاجے کے ساتھ نکلیں تھیں۔[۱۶] مشرکین نے مسلمانوں کے مقابلے میں اپنی طاقت میں اضافے کے لیے اپنے شعراء کے ذریعے تہامہ اور کنانہ کے قبائل کو جنگ پر آمادہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے غلاموں کو آزادی کے وعدے پر اس جنگ میں شامل کیا۔ جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو حضرت حمزہؓ کو قتل کرنے پر آزاد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ کیونکہ حضرت حمزہ نے غزوہ بدر میں جبیر کے چچا طعیمہ بن عدی کو قتل کیا تھا۔ اسی طعیمہ کو قتل کرنا غزوہ احد میں حضرت حمزہؓ کو شہید کیے جانے کا سبب بنا۔ ابن ہشام کے

مطابق اس وحشی کے پاس حبشہ کا ایک ''حربہ'' تھا جو بہت کم خطا ہوتا تھا اور جس کے لگ جاتا تھا اس کو زندہ نہیں چھوڑتا تھا۔ [۱۷]

احد کے میدان میں دونوں لشکر صف آراء ہوئے اور مسلمانوں نے مشرکوں پر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ مشرکین کی طاقت کو سخت نقصان پہنچا اس وقت جبکہ لڑائی شباب پر تھی اور مشرک کمزور پڑ رہے تھے۔ حضرت ہندآگے بڑھیں اور انہوں نے اور ان کی ساتھی عورتوں نے دف سنبھالے پھر یہ جانباز عورتیں اپنے جانباز مردوں کے پیچھے دف بجا بجا کر یہ پرجوش گیت گانے لگیں۔

''بہت خوب اے فرزندان عبدالدار، واہ واہ، لشکر کے عقب کے محافظ قاطع تلوار کے ساتھ حرب وضرب کے ساتھ اگر تم پیش رفت کرتے ہوئے لڑو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گے اور قالینوں پر بستر بچھائینگے۔ اگر قدم پیچھے ہٹایا تو ہمارا تم سے ایسا فراق ہوجائے گا جو وصال کا محتاج نہ ہوگا پھر کبھی تم ہماری رعنائیاں نہ پاسکو گے۔'' [۱۸]

آنحضرت ﷺ نے جب ہند کے یہ اشعار سنے جن سے وہ مشرکوں کو جوش دلا رہی تھیں تو آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''اے اللہ تجھ ہی سے میں طاقت چاہتا ہوں تجھ ہی سے جماؤ اور پامردی مانگتا ہوں اور تیرے ہی نام پر جنگ کرتا ہوں۔ اللہ ہی مجھے کافی ہے اور وہی سب سے بہتر اور ذمہ دار ہے۔'' [۱۹]

مسلمان، کفار کے مقابلے میں انتہائی پرجوش تھے حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب بھی انتہائی سرفروشی کے ساتھ جنگ میں حصہ لے رہے تھے۔ اس روز حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں قتل ہونے والے کفار کی تعداد اکیس (۲۱) بتائی جاتی ہے۔ [۲۰] ہندؓ کو معلوم تھا کہ جبیر بن مطعمؓ نے اپنے غلام وحشیؓ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ حضرت حمزہ کو شہید کردے گا تو آزاد ہوگا۔ [۲۱] ہند بنت عتبہ کا یہ حال تھا کہ جب وہ وحشی کے پاس سے گزرتیں یا وہ ان کے پاس سے گزرتا تو کہتیں اے ابو وسمہ (یہ وحشی کی کنیت تھی) تو میرا دل ٹھنڈا کر [۲۲] وہ وحشی کی حوصلہ افزائی کرتیں کہ وہ اپنے آقا جبیر کے وعدے کو پورا کرے اور وحشی کو یہ پیشکش کی کہ اگر وہ حضرت حمزہؓ کو قتل کردے گا تو وہ اس کا بڑا بدلہ دیں گی۔ [۲۳] چنانچہ جنگ کے دوران وحشی تاک میں تھا کہ موقع ملے اور حمزہؓ کا کام تمام کرے۔ بخاری کی روایت کے مطابق وحشی بیان کرتے ہیں کہ جب فریقین نے جنگ کے لیے صف باندھی تو (قریش کی جانب سے) ایک شخص سباع (ابن عبدالعزیٰ)

میدان میں نکلا اور کہنے لگا مجھ سے لڑنے کون آتا ہے، یہ سنتے ہی حمزہؓ بن عبد المطلب اس کے مقابلے کے لیے نکلے۔ اے سباع اے ام نمار حجامنی کے بیٹے تو اللہ اور اس کے رسول سے مقابلہ کرتا ہے کہہ کر حمزہؓ نے اس پر حملہ کیا اور اس کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ وحشی نے کہا کہ میں ایک پتھر کی آڑ میں حمزہؓ کو مارنے کے لیے چھپ کر بیٹھا رہا جب وہ میرے قریب آئے تو میں نے اپنا حربہ ان پر پھینک مارا وہ ان کے زیر ناف لگا اور دونوں سرین میں سے پار نکل گیا۔[۲۴] میں اپنی جگہ پر چھپ گیا اور انتظار کرنے لگا کہ یہ ٹھنڈے ہو جائیں تو ان کے پاس پہنچوں، چنانچہ ان کے ختم ہونے کے بعد ان کے قریب گیا اور اطمینان کر لیا اس سے فارغ ہو کر میں نے اپنے تیر کمان اٹھایا اور لشکر سے علیحدہ جا کر ایک طرف بیٹھ گیا کیونکہ حمزہؓ کو قتل کرنے کے سوا مجھے اس جنگ سے اور کوئی دلچسپی نہیں تھی۔[۲۵]

مسلمان تیر اندازوں کی غلطی نے مشرکین کی شکست کو فتح میں بدل دیا جس نے ہندؓ کے اندر غرور پیدا کر دیا اوہ بلند آواز میں اشعار پڑھ کر مسلمانوں کو مخاطب کرنے لگی، ''ہم نے بدر کی جنگ کا تمہیں بدلہ دیا ہے اور جنگ کے بعد بھڑکنے والی جنگ ہوگی مجھے مقتولین بدر کے بارے میں صبر نہ آتا تھا۔ میں نے اپنا دل ٹھنڈا کرا لیا ہے اور اپنی نذر پوری کر دی ہے وحشی نے میرے دل کی پیاس بجھادی ہے۔ عمر بھر وحشی کا شکریہ ادا کرنا مجھ پر واجب ہے حتی کہ میری قبر میں میری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں۔''[۲۶] ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ ہند بنت عتبہ اور اُن کے ساتھ جو عورتیں تھیں وہ رسول اللہ کے مقتول اصحابؓ کا مثلہ کرنے لگیں وہ ناک اور کان قطع کر دیتیں حتی کہ ہند بنت عتبہ نے مردوں کے ناک اور کانوں سے پازیب بنائے اور اپنے پازیب اور بالیاں جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو دے دیں[۲۷] ہند نے عہد جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ اگر حمزہؓ پر اس کا قابو چل گیا تو وہ آپ کے جگر کو کھا جائے گی اس لیے اس نے اسے چبانا چاہا لیکن نگل نہ سکی اور چبا کر پھینک دیا۔[۲۸] اس بناء پر ان کا لقب جگر خوارہ رکھا گیا۔[۲۹] ایک اور قریشی خاتون صلافہ بنت سعد نے، جن کے دو بیٹے غزوہ بدر میں مارے گئے تھے، قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے قاتلوں کی کھوپڑیوں کے کاسے بنا کر ان میں شراب نوشی کرے گی۔[۳۰] ایک روایت میں ہے کہ حضرت حمزہؓ کا پیٹ چاک کر کے جگر نکالنے والا خود وحشی تھا جو ہندؓ کے جذبات سے آگاہ تھا۔ اس نے انعام کے لالچ میں جگر حمزہؓ ہند کو پیش کیا اور بدلے میں ان کے قیمتی لباس اور زیورات حاصل کیے۔[۳۱] جبکہ اسد الغابہ میں اس واقعہ سے متعلق جو روایت بیان کی گئی ہے اس کے مطابق جس شخص نے حمزہؓ کا مثلہ کیا وہ معاویہ بن مغیرہ بن ابوالعاص بن امیہ تھا جو عبدالملک بن مروان کا نانا تھا جسے حضورؐ نے غزوہ احد سے واپسی پر قتل کیا تھا۔[۳۲]

اس بحث سے قطع نظر کہ حضرت حمزہؓ کی لاش کا مثلہ کس نے کیا تھا حقیقت یہ ہے کہ ایسا سفا کانہ عمل حضرت حمزہؓ کی لاش تک محدود نہ تھا بلکہ تمام مسلمان شہدائے احد کے ساتھ اسی عمل کا اظہار کیا گیا تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ جو سید الشہداء کی حقیقی بہن تھیں بھائی کی نعش کو دیکھنے کو آئیں رسول اللہ نے ان کے بیٹے حضرت زبیرؓ بن عوام کو حکم دیا کہ اپنی ماں کو روکو اس طرف جانے نہ پائیں۔ جب حضرت زبیر نے ان کو منع کیا تو انہوں نے کہا مجھے اپنے بھائی کا حال معلوم ہو چکا ہے میں رونے اور نوحہ کرنے نہیں آئی ہوں۔ دیکھوں گی، صبر کرونگی اور دعائے مغفرت کروں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ بھائی کی حالت اور ان کے جگر کے بکھرے ہوئے ٹکڑے دیکھ کر دل بے قرار ہو گیا اناللّٰلہ پڑھ کر دعائے مغفرت مانگی ان کے کفن کے لیے بیٹے کو دو چادریں حوالے کیں اور واپس چلی گئیں۔ حضرت زبیر کہتے ہیں کہ وہ چادریں لے کر ہم نے چاہا کہ سید الشہدا کا کفن بنائیں لیکن ان کے قریب ایک انصاری شہید پڑے تھے اور ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا تھا جو جناب حمزہ کے ساتھ ہوا تھا اس لیے ہم نے مروت کے خلاف سمجھا کہ ایک کو دو چادروں میں دفن کریں اور دوسرے کو بے کفن چھوڑ دیں آخر دونوں کو ایک ایک چادر میں لپیٹ کر دفن کیا۔ [۳۳] مشرکین مکہ نے احد کے میدان میں مسلمانوں کے خلاف جس نفرت اور عداوت کا اظہار کیا اس کے بدلے میں تو وہ اللہ کے عذاب کے مستحق تھے لیکن اللہ کی شان کریمی کہ چند برس بعد ہی انہیں ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> ''تمہارے رب نے رحم وکرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کرلیا ہے یہ اس کا رحم وکرم ہی ہے کہ اگر تم میں سے کوئی نادانی کے ساتھ کسی برائی کا ارتکاب کر بیٹھا ہو پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرلے تو وہ اسے معاف کر دیتا ہے اور نرمی سے کام لیتا ہے۔'' [۳۴]

کفار و مشرکین کو اسلام کی سعادت سے فیضیاب ہونے کا موقع مکہ کی فتح کے بعد نصیب ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے قریش کا جاہلیت کے دور کا مرتبہ و شرف قبول اسلام کے بعد کم نہیں کیا [۳۵] رسول اللہ نے بھی قریش کے اس فخر کو قائم رکھا چنانچہ اعلان فرمایا کہ جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہوگا اس کو امن ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر دے گا اس کو امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا اس کو امن ہے۔ [۳۶] مکہ میں داخل ہو کر رسول اللہ نے پیغام توحید عام کرنے کے لیے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اس کے بعد مقام صفا پر تشریف لے گئے اور ایک بلند مقام پر بیٹھ گئے جو لوگ اسلام قبول کرنے آتے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے۔ [۳۷] قریش مکہ کی خواتین بھی یکے بعد دیگرے

حاضر ہوئیں۔ رسول اللہ نے حکم الٰہی کے مطابق ان سے بھی بیعت لی۔ سورۃ ممتحنہ کی آخری آیات (۱۲اور۱۳) ان ایام میں نازل ہوچکی تھیں۔ ترجمہ:

''اے نبی ﷺ جب آپ ﷺ کے پاس ایمان والی عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی اور چوری نہ کرینگی اور نہ زنا کرینگی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرینگی اور نہ کوئی بہتان لائینگی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کوئی مشروع بات آپ ﷺ کے خلاف نہ کرینگی تو ان کی بیعت کر لیجئے اور ان کے لیے اللہ سے بخشش مانگیے، ضرور اللہ تعالی معاف کرنے والا مہربان ہے۔''

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے ہندؓ نے حضرت ابوسفیانؓ سے کہا کہ میں رسول کریمؐ سے بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ ابوسفیانؓ نے کہا کہ تو توان باتوں کی منکر تھی۔ ہند نے کہا میں نے کسی شخص کو اس مسجد میں اتنے خلوص سے اللہ کا حق ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور بخدا یہ سب لوگ تو عبادت گزار ہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا جو کچھ تو کر چکی ہے وہ بھولی تو نہیں ہوگی؟ بہتر ہوگا کہ اپنی قوم کے کسی آدمی کو اپنے ساتھ لے جاؤ چنانچہ ہندؓ جناب عثمانؓ کے پاس گئیں اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے بھائی حذیفہؓ بن عتبہ کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں [۳۸]
طبقات ابن سعد میں ہے کہ عورتوں کی بیعت کے لیے حاضری ''وادی الطح''، میں ہوئی تھی جہاں حضرت ہندؓ رسول اللہ کی خدمت میں نقاب پہن کر حاضر ہوئیں۔ سابقہ احوال کے پیش نظر وہ اپنی جگہ پر بہت خائف تھیں کہ خدا جانے میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اور میرے حق میں کیا حکم صادر ہوگا [۳۹] لہذا انہوں نے آتے ہی آنحضرتؐ سے عرض کیا ''میں ایک مومن عورت ہوں اور گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں''، یہ کہتے ہی انہوں نے چہرے پر سے نقاب الٹ دیا اور کہا کہ میں ہند بنت عتبہ ہوں اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا! ''مرحبا تمہیں خوش آمدید ہو'' [۴۰] ہندؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ آپ ہم سے کن باتوں کا اقرار لیتے ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، ہندؓ نے عرض کیا ہم اس بات کا کس طرح طمع کر سکتے ہیں کہ جو چیز آپؐ نے مردوں سے قبول نہیں کی وہ ہم سے قبول کر لی جائے گی (یعنی جب شرک مردوں کے لیے جائز نہیں رکھا گیا تو ہمیں اس بات کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے)۔ [۴۱]

رسول اللہ: چوری نہ کرنا

ہندؓ: یا رسول اللہ، ابوسفیانؓ ایک بخیل آدمی ہیں اگر میں ان کا پیسہ لے کر اپنے بال بچوں کا خرچ چلاؤں تو مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں؟ آپؐ نے فرمایا دستور کے مفافق لے لے (زیادہ نہ لو)۔[۴۲]

رسول اللہ: اولاد کو قتل نہ کرنا

ہندؓ: یا رسول اللہ، ہم نے تو اپنے بچوں کو پالا تھا، بڑے ہوئے تو بدر کی جنگ میں آپ نے انہیں مار ڈالا، اب آپ اور وہ باہم سمجھ لیں۔[۴۳]

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، اور کوئی بہتان نہ گھڑو گی؟ ہندؓ نے کہا! واللہ بہتان بری بات ہے اور آپؐ واقعی ہمیں رشد اور مکارم اخلاق کا حکم دیتے ہیں۔ دوران بیعت آنحضرتؐ نے فرمایا! تم کسی نیک کام میں میرے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرو گی تو ہندؓ نے جواب دیا خدا کی قسم ہم آپؐ کی مجلس میں آئے ہیں تو اس حالت میں نہیں کہ ہمارے دلوں میں آپؐ کی نافرمانی اور حکم عدولی کا ذرا سا بھی جذبہ ہو۔[۴۴] مورخین بیان کرتے ہیں کہ ہندؓ بنت عتبہ نے بیعت کے وقت رسول اللہ سے عرض کیا، یا رسول اللہ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے اس دین کو غالب کیا جو اس نے اپنے لیے پسند کیا ہے اور محمدؐ آپ کی رحمت مجھے محروم نہ کرے کہ میں اللہ پر ایمان لانے والی اور اس کی تصدیق کرنے والی عورت ہوں تو رسول اللہ نے فرمایا تجھے فراخی ہو۔[۴۵]

صحیح مسلم میں عروہ بن زبیرؓ حضرت عائشہؓ سے روایات کرتے ہیں،

''ہند بنت عتبہ، آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، یا رسول اللہ آپ کے گھر والوں سے زیادہ روئے زمین پر مجھے کسی گھرانے کی ذلت پسند نہ تھی اور آج روئے زمین میں کسی گھر کی عزت آپؐ کے گھر والوں کی عزت سے زیادہ خواستگار نہیں، رسول اللہ نے ارشاد فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ابھی اور بھی (محبت میں) زیادتی ہوگی۔''[۴۶] حضرت ہندؓ مسلمان ہو کر گھر گئیں تو اب وہ پہلے والی ہند نہ تھیں۔ واپس آ کر انھوں نے اپنا بت توڑ دیا، وہ اسے توڑتی جا رہی تھیں اور کہتی جا رہی تھیں ''ہم تیرے متعلق دھوکے میں تھے۔''[۴۷]

علماء نے بیان کیا ہے کہ اسلام لانے کے بعد ہندؓ بنت عتبہ دین پر نہایت مستقیم تھیں اور ان کا اسلام نہایت پختہ تھا۔ وہ اپنے خاوند حضرت ابوسفیانؓ کے اسلام لانے کے ایک دن بعد اسلام لائی تھیں اور رسول اللہ نے ان کو ان

کے نکاح پر قائم رکھا۔[۴۸] قبول اسلام کے بعد حضرت ہندؓ نے رسول اللہ کی خدمت میں ایک ہدیہ بھیجا جو دو بھنی ہوئی بکریاں تھیں۔ یہ ہدیہ ہندؓ نے اپنی ایک باندی کے ہاتھ بھیجا تھا۔ باندی نے رسول اللہ کے مکان پر پہنچ کر اندر آنے کی اجازت طلب کی اور اجازت ملنے پر اندر آ گئی اس وقت آنحضرتؐ اپنی دو ازدواج حضرت ام سلمہؓ اور حضرت صفیہؓ کے پاس تھے جہاں بنی عبدالمطلب کی کچھ عورتیں بھی بیٹھی ہوئی تھیں اس باندی نے آنحضرتؐ کے پاس پہنچ کر عرض کی کہ ''میری مالکن آپؐ سے معافی چاہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ان کی بکریاں آج کل بہت کم بچے جن رہی ہیں''۔ یہ سن کر رسول اللہ نے ہندؓ کی بکریوں کے لیے دعا کرتے ہوئے یہ الفاظ ادا فرمائے ''اللہ تعالیٰ تمہاری بکریوں میں برکت عطا فرمائے اور ان کی نسل میں افزائش فرمائے'' چنانچہ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعداد بہت بڑھا دی یہاں تک کہ یہی باندی کہتی ہے کہ اس کے بعد ہماری بکریوں میں اس قدر برکت ہوئی اور ان کی نسل اس تیزی سے بڑھی کہ اس سے پہلے ہم نے کبھی ایسا نہیں دیکھا تھا۔[۴۹]

حضرت ہندؓ قبول اسلام کے بعد صرف احکام شریعت پر ہی عمل پیرا نہ رہیں بلکہ اسلام کی خدمت اور حمایت میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہیں مکہ کی فتح کے بعد اگرچہ اسلام کو اعلانیہ غلبہ حاصل ہو گیا تھا اس لیے عورتوں کی غزوات میں شریک ہونے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی تاہم جب عہد فاروقیؓ میں روم و فارس کی مہم پیش آئی تو بعض مقامات میں اس شدت کا رن پڑا کہ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی تیغ و خنجر سے کام لینا پڑا چنانچہ شام کی لڑائیوں میں جنگ یرموک ایک یادگار جنگ تھی اس میں حضرت ہندؓ اور ان کے شوہر حضرت ابوسفیانؓ نے بھی شرکت کی اور فوج میں رومیوں کے خلاف مقابلہ کا جوش پیدا کیا۔[۵۰] البلازری نے اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ الیرموک جو ایک ندی ہے یہاں شدید اور خون ریز جنگ ہوئی مسلمانوں کی کل تعداد ۲۴ ہزار جبکہ رومیوں کی تعداد ۲ لاکھ تھی رومیوں اور ان کے ساتھیوں نے اس دن اپنے آپ کو زنجیروں سے باندھ لیا تھا تاکہ ان کے دل بھاگنے پر نہ للچائیں، مگر اللہ نے ان میں سے تقریباً ستر ہزار کو تہ تیغ کیا۔ یرموک کے دن بعض مسلمان عورتوں نے خوب جنگ کی، ہندؓ بنت عتبہ رومیوں کے قتال کے لیے مسلمانوں کو ترغیب دلاتی تھیں اور جوش دلاتے ہوئے کہتی تھیں کہ ''اے مسلمانوں غیر مختونوں کو اپنی تیغوں سے کاٹ پھینکو''۔[۵۱]

حضرت ہندؓ کا شمار قریش کی ذہین اور خوبصورت خواتین میں ہوتا تھا۔ میدان جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دینے کے ساتھ ساتھ وہ تجارت میں بھی مہارت رکھتی تھیں۔ حضرت ابوسفیانؓ نے اپنی آخر عمر میں انہیں طلاق

دے دی تو انہوں نے حضرت عمرؓ کے حکم سے بیت المال سے چار ہزار درہم قرض لیا اور کلب کے شہروں کی طرف تجارت کرتے ہوئے اپنے بیٹے معاویہؓ کے پاس پہنچ گئیں جو اس وقت حضرت عمرؓ کی جانب سے شام کے گورنر تھے۔[۵۲] حضرت ہندؓ نے عہد فاروقی میں وفات پائی۔ ان کی وفات اس دن ہوئی جس دن حضرت ابوبکر کے والد ابو قحافہ فوت ہوئے۔[۵۳] مولانا محمد نافع کے بیان کے مطابق حضرت ہندؓ یرموک سے واپسی میں مدینہ تشریف لائیں وہ پہلے سے مدینہ میں مقیم تھیں عمر کا آخری حصہ اسی مقدس شہر میں پورا کیا اور اپنے خاوند سے پہلے مدینہ منورہ میں ان کا ۱۴ھ میں انتقال ہوا[۵۴] جبکہ بلازری کے مطابق واقعہ یرموک رجب ۱۵ھ میں ہوا، اس لحاظ سے ان کا سال وفات ۱۵ھ ہے۔[۵۵]

جنابہ ہندؓ کا شمار ان صحابیات میں ہوتا ہے جن سے روایت حدیث ثابت ہے۔ صحابہ کرام رسول اللہ کے اقوال و اعمال کو ایک دوسرے سے نقل کرنا ایک نیکی اور سعادت سمجھتے تھے۔ محدثین لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت ہند سے روایت نقل فرمائی ہے اوران کے فرزند حضرت معاویہؓ نے بھی اپنی ماں سے حدیث نقل کی ہے۔[۵۶] حاصل بحث یہ ہے کہ شرف ایمان کے حصول کے بعد حضرت ہندؓ کا شمار ان مقدس ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے رسول اللہ سے براہ راست فیض کی سعادت حاصل کی اور اللہ کے وعدے کے مطابق جنت کی حقدار قرار پائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> ''وہ مہاجر و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ ہے وہ عظیم الشان کامیابی۔''[۵۷]

لہذا حالت کفر میں صحابہ وصحابیات کرام سے جو غلطیاں اور کوتاہیاں ہوئیں انہیں اسلام نے مٹا دیا اور قرآن میں واضح طور پر اللہ تعالی نے فرما دیا ہے کہ:

> ''اور جو لوگ برے عمل کریں اور پھر توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں تو یقیناً اس توبہ و ایمان کے بعد تیرا رب درگزر کرنے والا ہے۔''[۵۸]

حوالہ جات

۱۔ دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، دانشگاہ پنجاب، طبع اول، جلد۱۲، (۱۹۷۳) ص۵۵

۲۔ سورۃ حدید، آیت نمبر ۱۰

۳۔ حلبی، علامہ علی ابن برہان الدین، سیرۃ حلبیہ، مترجم، مولانا محمد اسلم قاسمی، کراچی، دارالاشاعت، جلد۴، (۲۰۰۹) ص۲۰۶

۴۔ محمد نافع، مولانا، حضرت ابوسفیانؓ اوران کی اہلیہؓ، لاہور، دارالکتاب، (۲۰۰۵) ص۷۱

۵۔ ابن الاثیر، عزالدین، اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ترجمہ مولانا عبدالشکور لکھنوی، (س ن)، لاہور، المیز ان، حصہ ہشتم، ص۹۵۲

۶۔ ابن کثیر، عماد الدین، تاریخ ابن کثیر (البدایہ و النہایہ)، مترجم، مولانا ابوطلحہ محمد اصغر مغل، کراچی، دارالاشاعت، جلد۴، (۲۰۰۸)

۷۔ الطبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری (تاریخ الامم والملوک، ترجمہ، محمد ابراہیم ندوی، کراچی، نفیس اکیڈمی، جلد دوم، (۲۰۰۴)، ص۱۴۱

۸۔ ایضاً

۹۔ باشمیل، محمد احمد، غزوہ احد، ترجمہ، مولانا اختر فتح پوری، کراچی، نفیس اکیڈمی، (۱۹۸۹)، ص۱۹۲

۱۰۔ ابن ہشام، ابومحمد عبدالملک، سیرت النبی ابن ہشام، ترجمہ، سید یسین علی حسنی نظامی، لاہور، ادارہ اسلامیات، جلد دوم، (۱۹۹۴)، ص۸۰

۱۱۔ سیرت حلبیہ، جلد۴، ص۱۳۲، محولہ بالا

۱۲۔ سورۃ انفال، آیت ۳۶

۱۳۔ سیرت ابن ہشام، جلد۲، ص۸۱ محولہ بالا

۱۴۔ شبلی نعمانی، مولانا، سیرۃ النبی، کراچی، قرآن حل، جلد۲، (۱۹۷۳)، ص۳۷۰

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ سیرۃ حلبیہ، جلد۴، ص۱۳۵، محولہ بالا

۱۷۔ سیرت ابن ہشام، جلد۲، ص۸۰، محولہ بالا (: جبیر بن مطعمؓ اور وحشیؓ نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کرلیا تھا)

۱۸۔ تاریخ ابن کثیر، جلد۴، ص۳۹۶، محولہ بالا

۱۹۔ سیرۃ حلبیہ، جلد۴، ص۱۵۴

۲۰۔ ایضاً، ص۱۵۵

۲۱۔ غزوہ احد، ص۱۹۲، محولہ بالا

۲۲۔ طبری، جلد دوم، ص۱۷۴ محولہ بالا

۲۳۔ غزوہ احد، ص۱۹۲، محولہ بالا

۲۴۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمعیل، بخاری شریف، ترجمہ علامہ وحیدالزماں، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، جلد دوم، کتاب المغازی، (س ن)، ص۵۹۹، (ام نمار عہد جاہلیت میں عورتوں کے ختنہ کرتی تھیں۔ بحوالہ سیرت حلبیہ)

۲۵۔ تاریخ طبری، جلد دوم، ص۱۸۳، (کیونکہ حمزہ کو شہید کرنے کی صورت میں حبشی کو آزاد کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا

۲۶۔ غزوہ احد، ص۱۹۴ محولہ بالا

۲۷۔ سیرت ابن ہشام، جلد۲، ص۱۰۲، محولہ بالا

۲۸۔ عروہ بن زبیرؓ حضرت، مغازی رسول اللہ، ترجمہ محمد سعیدالرحمٰن علوی، لاہور، ثقافت اسلامیہ، (۱۹۹۰)، ص۱۴۸

۲۹۔ جیراجپوری، مولانا اسلم، تاریخ الامت، نئی دہلی، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جلد اول، (۱۹۹۵)، ص۴۷

۳۰۔ حمیداللہ، محمد، پیغمبر اسلام، ترجمہ خالد پرویز، لاہور، بیکن بکس، (۲۰۰۵)، ص ۲۴۱

۳۱۔ سیرت حلبیہ، ص ۱۹۸، محولہ بالا

۳۲۔ اُسدالغابہ، ص ۹۵۳، محولہ بالا

۳۳۔ تاریخ الامت، ص ۴۷، محولہ بالا

۳۴۔ سورۃ الانعام، آیت ۵۴
۳۵۔ محمد نافع، مولانا، سیرت حضرت امیر معاویہؓ، لاہور، تخلیقات، جلد اول، (۲۰۰۰)، ص ۳۷
۳۶۔ سیرت ابن ہشام، جلد ۲، ص ۱۷۲، محولہ بالا
۳۷۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی، جلد ا، ص ۵۲۱، محولہ بالا
۳۸۔ اُسد الغابہ، ص ۹۵۳، محولہ بالا
۳۹۔ محمد نافع، مولانا، حضرت ابوسفیان اور ان کی اہلیہ، محولہ بالا
۴۰۔ سیرت حلبیہ، جلد ۵، ص ۲۹۶
۴۱۔ ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر ابن کثیر، ترجمہ، مولا عبد الرشید نعمانی، دھلی، اعتقاد پبلیشنگ ہاوس، جلد ۵، (س ن)، ص ۵۰
۴۲۔ مسلم، امام ابو الحسین، صحیح مسلم شریف، مترجم، مولانا عابد الرحمٰن صدیق کاندھلوی، لاہور، ادارہ اسلامیات، جلد دوم، کتاب الاقضیہ، (۲۰۰۷)، ص ۷۰۸
۴۳۔ تفسیر ابن کثیر، ص ۵۱، محولہ بالا
۴۴۔ سیرت حلبیہ، جلد ۵، ص ۲۹۶، محولہ بالا
۴۵۔ با شمیل، محمد احمد، فتح مکہ، ترجمہ، اختر فتح پوری، کراچی، نفیس اکیڈمی، (۱۹۸۴)، ص ۳۱۲
۴۶۔ صحیح مسلم شریف، جلد دوم، ص ۷۰۷، محولہ بالا
۴۷۔ مبارکپوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، لاہور، مکتبہ سلفیہ، (۱۹۹۶)، ص ۵۵۶
۴۸۔ محمد نافع، مولانا، حضرت ابوسفیان اور ان کی اہلیہ، ص ۲۷، محولہ بالا
۴۹۔ سیرت حلبیہ، جلد ۵، ص ۲۹۷، محولہ بالا
۵۰۔ سیر الصحابیات، جلد ششم، ص ۱۵۳، محولہ بالا
۵۱۔ البلاذری، احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، ترجمہ، ابو الخیر مودودی، حیدر آباد دکن، جامعہ عثمانیہ، جز اول، (۱۹۳۲)، ص ۲۱۸
۵۲۔ صلابی، علی محمد، سیدنا عمرؓ بن خطاب، مترجم، شمیم احمد خلیل السّلفی، (س ن)، ضلع مظفر گڑھ، الفرقان ٹرسٹ،

(س ن)،ص۲۴۲

۵۳۔ اُسدالغابہ،ص۹۵۲، محولہ بالا

۵۴۔ حضرت ابوسفیان اوران کی اہلیہ،ص۸۴، محولہ بالا

۵۵۔ فتوح البلدان،ص۲۰۰، محولہ بالا

۵۶۔ حضرت ابوسفیان اوران کی اہلیہ،ص۸۳، محولہ بالا

۵۷۔ سورۃ التوبہ،آیت۱۰۰

۵۸۔ سورۃ الاعراف،آیت۱۵۳

ڈاکٹر صوفیہ فرناز بحثیت اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔